معارف القرآن اور ضیآء القرآن کے تناظر میں بعثت النبوی ﷺ کا علمی اور تحقیقی جائزہ

Scholarly and Research Review of the Annunciation of the Holy Prophet (ﷺ) in the light of Marif ul Quran and Zia ul Quran

Dr. Zar Gul
SST (G) GHS Khatki shrif Distt: Mohmand
Email: zargul862@gamil.com ORCID: *https://orcid.org/0000-0003-2511-4058*

Shah Parviz
PHD Scholar, Department of Islamic Studies Abdul Wali Khan University Mardan, Pakistan
Email: shah00367829@gmail.com ORCID: *https://orcid.org/0000-0003-0165-3866*

Imdad Ullah
PHD Scholar, Department of Islamic Studies Qurtuba Univesity of information and Technology D.I.Khan
Email: imdadu493@gmail.com ORCID: *https://orcid.org/0000-0001-6160-5589*

ABSTRACT:

Allah has sent his messengers in every age for the guidance of human being. The last Prophet Muhammad (ﷺ) was sent for the same purpose. Hazrat Ibrahim as for the well being of his generation in this world and he also prayed to Allah for sending a Prophet from his offspring's who would recite the words of Allah to them, who would educate them in accordance to the Qureen and Sunnah and would cleanse them from evil within and without. On the apostleship of the Holy prophet (ﷺ) all experts have given their exegisis on the basis of their knowledge. Two among them are Maulana Idrees Kandhlvi and Pir Muhammad kram Shah Alazhari. This article based on the apostleship of the Prophet (ﷺ) in the light of explanation of these two scholars.

Keywords:

Analysis, Critical, Annunciation, Prophet (ﷺ), Marif Ul Quran, ia Ul Quran.

تمہید:

اللہ تعالیٰ نے ہر زمانے میں انسانوں کی رہنمائی کے لئے انبیاء علیہم السلام بھیجے۔اس مقصد کو پورا کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے آخری نبی محمد ﷺ کو مبعوث کیا۔اسی طرح خانہ کعبہ بنانے کے بعد ابراہیم اور اسماعیل آپ ﷺ کی بعثت کے لیے دعا کی کہ اے ہمارے رب ہمارے اولاد میں سے ایک نبی مبعوث فرما۔اس نبی سے مراد آپ ﷺ ہیں جو مکی، عربی تھے اور ابراہیم اور اسماعیل دونوں کی نسل میں سے تھے۔ابراہیم کے بعد جو بھی نبی آئے ہے وہ نبی ان کی نسل میں سے تھے اور محمد ﷺ کے سوا سب نبی اسحاق میں سے تھے صرف آپ ﷺ نبی اسماعیل میں سے ہیں بہر حال ابراہیم نے اپنے رب کے دربار میں دعا کی کہ ان کی اولاد میں سے ایک رسول بھیج دیں جو ان کی نسل میں سے ہو تاکہ وہ انسانی ضرورتوں کے مطابق ہر میدان میں ان کی راہنمائی کر سکے اور یہ لوگ انسانوں کو پیش آنے والی ہر ضرورت کی تکمیل میں اس کی اطاعت اور اتباع کر سکیں اور اس اہم اور بنیادی حقیقت کو قرآن مجید میں کئی مقامات پر ذکر کیا ہے۔ان میں سے ایک مقام ہے۔

﴿رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْهُمْ﴾ (1)

ترجمہ: "اے ہمارے رب! ان میں ایک ایسا رسول بھیج دیں جو ان کو اللہ تعالیٰ کی آیتوں کی تلاوت کر کے قرآن اور سنت کی تعلیم دے کر پاک اور صاف بنائے "(2)۔

ہر مفسر نے اس آیت کے اپنے علم اور اجتہاد سے تفسیر کیا ہے ان مفسرین میں مولانا ادریس کاندھلویؒ اور پیر محمد کرم شاہ الازہریؒ بھی ہے۔

مولانا ادریس کاندھلویؒ:

مولانا ادریس کاندھلویؒ صدیقی نسب سے تھے جب کہ آپ کی والدہ ماجدہ فاروقی نسب سے تھی۔آپ کا آبائی شجرہ نسب ابو بکرؓ تک موجود ہے۔مولانا ادریسؒ نے خود اپنے تصنیف ''تفسیر معارف القران'' کے ابتداء میں اپنا سلسلہ نسب اس طرح بیان کیا ہے کہ بندہ ناچیز حافظ محمد اسماعیل کاندھلوی نسباً صدیقی مذھباً حنفی اور مشرباً چشتی ہوں(3)۔

آپ بھوپال میں 1317ھ/1899ء میں پیدا ہوئے۔ان کا اصلی وطن کاندھلہ تھا اور ان کے والد کا نام مولانا حافظ محمد اسماعیلؒ تھا جو امداد اللہ مہاجر مکی کے مرید تھے اور جنگلات کے محکمے میں افسر تھے۔کاندھلہ میں مولانا نے قرآن مجید حفظ کیا۔آپ دینی تعلیم حاصل کرنے کے لیے اشرفیہ تھانہ بھون مدرسہ کو چلے گئے اور ابتدائی کتابیں اشرف علی تھانوی سے پڑھیں پھر مظاہر علوم سہارنپور مدرسہ میں تفسیر، منطق اور فلسفہ، فقہ کلام اور دوسری علوم دینیہ حاصل کی۔ انیس برس کی عمر میں فراغت حاصل کی۔اس کے بعد دار العلوم دیوبند گئے اور وہاں پر دوبارہ دورہ حدیث

کیا۔ آپ کے مشہور اساتذہ میں مولانا ثابت علیؒ، خلیل احمد، عبد اللطیفؒ، اشرف علی تھانویؒ، انور شاہ کشمیریؒ، عزیز الرحمان عثمانی اور شبیر احمد عثمانیؒ ہیں۔ تعلیم حاصل کرنے کے بعد مولانا کفایت اللہ دہلویؒ کے مدرسہ امینیہ دہلی میں مدرس رہے اس کے بعد دار العلوم دیوبند سے وابستہ ہوئے اور نو سال تک درس دیا۔ اس کے بعد حیدر آباد دکن میں تشریف لے گئے اور نو برس تک قیام کیا۔ مولانا ادریسؒ دو قومی نظریہ کے بہت حامی تھے۔ 1368ھ/1949ء میں پاکستان آئے اور 2 سال جامعہ عباسیہ بہاولپور میں شیخ الجامعہ کی حیثیت سے قیام کیا۔ اس کے بعد جامعہ اشرفیہ لاہور میں شیخ الحدیث کے عہدہ پر رہے اور تاحیات اسی سے وابستہ رہے آپ 1394ھ/1974ء کو وفات پا گئے۔ آپ کے بیٹے مولانا محمد مالک کاندھلویؒ آپ کی نماز جنازہ پڑھائی۔ اسی طرح آپ نے سینکڑوں تالیفات لکھی ہیں جن میں تفسیر معارف القرآن بہت مشہور ہے۔ معارف القرآن 1382ھ/1963ء میں پاکستان سے آٹھ جلدوں میں شائع ہوئی ہیں۔ تفسیر لکھنے کے کیا محرکات تھے؟ ان کو مصنفؒ نے اپنی تفسیر معارف القرآن کے مقدمہ میں بیان کیا ہے:

> میرے دل میں خیال آیا کہ ایک ایسی تفسیر لکھی جائے جو مطالب قرآنیہ کی توضیح و تشریح اور ربط آیات کے علاوہ قدرے احادیث صحیحہ اور اقوال صحابہ وتابعین پر اور بقدر ضرورت لطائف ومعارف اور نکات، مسائل مشکلہ کی تحقیقات، ملاحدہ اور زنادقہ کی تردید اور ان کے شبہات اور اعتراضات کے جوابات پر مشتمل ہو پھر یہ کہ وہ ترجمہ اور تفسیر سلف صالحین کے مسلک سے ذرہ برابر بھی ہٹا ہوا نہ ہو اور کسی جگہ بھی اپنی رائے اور خیال اور نظریہ کو قرآن کے بہانے سے پیش کر کے مسلمانوں کو دھوکا اور فریب نہ دیا جائے جیسا کہ آج کل آزاد منشوں کا طریقہ ہے کہ قرآن کی تفسیریں لکھ کر اس لیے شائع کر رہے ہیں کہ تاویل اور تحریف کے ذریعے قرآنی تعلیمات کو مغربی تہذیب وتمدن کے مطابق کر دیں اور اپنے حسب منشاء قرآن مجید کے معنی گھڑ کر خیالات باطلہ کے نام سے مسلمانوں میں پھیلایا جائے۔ مولانا کاندھلویؒ کے اس مقدمہ سے اس تفسیر کا امتیازی پہلو اور اس کی خصوصیات بھی واضح ہیں۔ مولانا نے اس تفسیر میں کلامی اور اعتقادی مسائل پر زیادہ توجہ دی ہے یہ بھی اس کتاب کا امتیازی رنگ ہے زبان عالمانہ ہے، محدثانہ انداز کی بہترین تفسیر ہے متن قرآن کے ساتھ شاہ عبد القادر محدث دہلویؒ کا ترجمہ ہے۔ تفسیر میں بیان القرآن کی پیروی کی گئی ہے [(4)]۔

اس کے علاوہ التعليق الصبيح على مشكوة المصابيح، سیرت مصطفی ﷺ، الفتح السماوي بتوضيح تفسير البيضاوي، عقائد اسلام، علم الکلام، خلافت راشدہ، ختم نبوت، حجیت حدیث، تحفة القاري بحل مشكلات البخاري علمی شاہکار ہیں۔

پیر کرم شاہ الازہریؒ:

پیر کرم شاہ الازہری 1336ھ/1918ء بھیرہ شریف میں پیدا ہوئے۔آپ بڑے صوفی وروحانی بزرگ ہونے کے ساتھ ایک مایہ ناز مفسر،ماہر تعلیم، سیرت نگار، صاحب طرز ادیب، صحافی اور دیگر بے شمار خوبیوں کے مالک تھے۔ بچپن میں قرآن مجید کی تعلیم حاصل کی۔ان کے اساتذہ میں حافظ دوست محمد صاحب، حافظ مغل صاحب، حافظ بیگ صاحب مشہور ہیں۔بھیرہ کے گورنمنٹ ہائی سکول سے میٹرک کا امتحان پاس کیا۔1360ھ/1941ء میں اورینٹل کالج لاہور میں داخلہ لیااور فاضل عربی میں شیخ محمد عربی، جناب رسول خان صاحب، مولانا نورالحق جیسے اساتذہ سے علم حاصل کیا۔آپ نے 600 میں سے 512 نمبر لیکر پنجاب بھر میں پہلی پوزیشن لیکر فاضل عربی کا امتحان پاس کیا۔علوم عقلیہ و نقلیہ سے فراغت کے بعد 1361ھ/1942ء سے 1362ھ/1943ء دورہ حدیث مکمل کیا اور بعض دیگر کتب بھی پڑھیں۔ 1941ء میں جامعہ پنجاب سے بی۔اے کا امتحان اچھی پوزیشن سے پاس کیا۔ 1271ھ/1951ء میں جامعہ الازہر مصر میں داخلہ لیا۔ایم۔اے اور ایم۔فل نمایاں پوزیشن حاصل کی یہاں آپ نے تقریباً ساڑھے تین سال کا عرصہ گزارا۔ 1401ھ/1981ء میں 63 برس کی عمر میں آپ وفاقی شرعی عدالت کے جج مقرر ہوئے اور 16 سال تک اس منصب کی پاسداری کرتے رہے۔آپ نے متعدد تاریخی فیصلے کیے جو عدالتی تاریخ کا حصہ بن چکے ہیں۔ 1419ھ/1998ء طویل بیماری کے بعد آپ کا وصال ہوا۔سینکڑوں مشائخ اور علماء نے نماز جنازہ میں شرکت فرمائی۔

آپ نے متعدد تصانیف لکھیں اور ماہنامہ ضیائے حرم جاری کیا۔آپ کی مایہ ناز تصنیف "تفسیر ضیاء القران" ہے۔یہ تفسیر 5 جلدوں پر مشتمل ہے۔آپ نے اس تفسیر کو 19 سال میں لکھاہیں۔اس تفسیر کی پہلی جلد کا پہلا ایڈیشن 1386ھ/1966ء میں شائع ہوا۔انھوں نے اپنی تفسیر میں عام فہم اسلوب اختیار کیا ہے۔ یہ تفسیر قرآن مجید کے معانی اور تشریح میں بہت واضح ہے۔مصنفؒ نے اپنی تفسیر میں تفہیم میں عام انداز اختیار کیا ہے۔ ہر سورت کے شروع میں اس کا خلاصہ، نزول کا زمانہ، مقاصد، اس کے مضامین کا اجمالی خلاصہ اگر کسی مقام پر کسی تاریخی یا سیاسی واقعہ کا بیان ہو اس کا پس منظر ذکر کرنا اور پیرا گراف کی صورت میں ترجمہ کے ذریعہ لکیریں کھینچ کر اس کو سمجھانے کی پوری کوشش کی گئی ہے۔اس تفسیر میں لغوی مشکلات کو مستند لغات، صرفی اور نحوی تفاسیر وں سے حل کیا گیا ہے۔ معارف القرآن میں مولانا محمد ادریسؒ اور ضیاء القرآن میں پیر کرم شاہ الازہریؒ نے بعثت النبوی یا مذکورہ آیت [5] کی جو تفسیر کیا ہے وہ ذیل میں ہے۔

آیت کی تشریح معارف القرآن کی روشنی میں:

حضرت ابراھیمؑ اور حضرت اسماعیلؑ نے خانہ کعبہ [6] بنانے کے بعد اللہ تعالیٰ سے تین دعائیں مانگی۔

پہلی دعا: ﴿رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ﴾ [7]

ترجمہ: "اے اللہ ہم کو اپنا مسلم اور حکم بردار بندہ بنا"۔

دوسری دعا یہ فرمائی: ﴿وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَا أُمَّةً مُسْلِمَةً لَكَ﴾ [8]

ترجمہ: "اے اللہ ہماری اولاد میں ایک امت مسلمہ پیدا کر"۔

تیسری دعا یہ فرمائی: ﴿رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْهُمْ﴾ [9]

ترجمہ: "اس امت امسلمہ میں ایک عظیم الشان رسول بھیج دیں"۔

اور اس پر ایک عظیم الشان کتاب نازل کریں یعنی قرآن کریم اور پھر وہ رسول اس امت کو کتاب وسنت کی تعلیم دے اور وہ عظیم الشان رسول جوان میں مبعوث [10] ہوگا وہ اسماعیلؑ کی اولاد سے ہوگا۔

ان کی دعائیں اللہ تعالیٰ نے قبول کی اور بذریعہ وحی بتلادیا کہ جس رسول کے پیدا ہونے کی تم دعا کررہے ہو وہ آخر زمانہ میں ظاہر ہوگا اور ملت ابراہیمی کا اطاعت کرنے والا ہوگا اور امت مسلمہ اس کی امت کا نام ہوگا جس طرح قرآن مجید میں ہے کہ ﴿هُوَ سَمَّاكُمُ الْمُسْلِمِينَ﴾ [11] اور چونکہ ایک عظیم امت کا باوجود اختلاف آراء وعقول کے ایک مسلک اور ایک طریقہ پر بغیر کسی مربی کے قائم رہنا ناممکن ہے اس لیے ان میں ایک عظیم الشان رسول بھیج دیں جو اس امت مسلمہ کو اسلام کا طریقہ بتلائے۔ اس کے علاوہ جب وہ رسول انہی میں سے ہوگا تو لوگ اس کے مولد، حسب ونسب اور اس کی امانت اور دیانت اور خلاق اور اس کی صورت اور سیرت [12] سے بخوبی واقف ہوں گے۔

سیرت کسی بھی شخص کے حالاتِ زندگی کو سیرت کہتے ہیں تاہم علومِ اسلامیہ میں "سیرۃ" کا اطلاق نبی کریم ﷺ کے کردار اور حالاتِ زندگی کے لئے مخصوص ہے۔ لہٰذا آپ ﷺ کی اتباع سے شرم نہیں کریں گے اور جب حق نبوت کے ساتھ رشتہ داری کی محبت اور مہربانی بھی مل جائے گی تو اس رسول کی مدد اور اس کی شریعت کی ترویج اور اشاعت میں کوئی مشکل نہ ہوگا اس نبی کو اپنا سمجھ کر معاملہ کریں گے۔ اجنبی اور غیر کا معاملہ نہ کریں گے اور رسول ایسا ہو کہ اس پر ایسی جامع کتاب نازل ہو کہ اولین اور آخرین میں اس کی مثال نہ ہو اور پھر وہ رسول تیری اس کتاب کی آیتیں پڑھ کر ان کو سنائے اس لیے کہ آیات کا پڑھ کر سنانا بغیر نزول کتاب کے ناممکن ہے اور وہ رسول ﷺ ان کو اس کتاب کے معانی سکھائے اور اس کے اسرار سے بھی خبردار کرے تاکہ علم ظاہر اور علم باطن دونوں جمع ہوجائیں۔ اسی طرح وہ رسول اپنی ظاہری تعلیم وتربیت اور باطنی فیض صحبت سے ان کے دلوں کو گناہوں کے زنگ سے صاف کر کے مثل ائینہ کے صاف بنادے کہ انوار وتجلیات کا عکس قبول کرنے لگیں۔

اسی طرح یہاں مولانا ادریسؒ نے حدیث العلماء ورثة الانبياء بغیر سند سے نقل کیا ہے۔جب حدیث کو تلاش کیا گیا تو اس کے سند اور متن کو امام الہیثمیؒ نے اس طرح نقل کیا ہے:

وعن أبي الدرداء: عن النبي ﷺ قال: "العلماء ورثة الأنبياء"(13).

ابو درداءؓ سے روایت ہے کہ وہ نبی ﷺ کا فرمان روایت کرتے ہیں: علماء انبیاء کے وارث ہیں۔

اسی طرح اس روایت کو امام بخاریؒ نے سند کے بغیر اس طرح ذکر کیا ہے کہ العلماء ورثة الأنبياء کے بجائے الْعُلَمَاءَ هُمْ وَرَثَةُ الْأَنْبِيَاءِ(14) ذکر کیا ہے۔

مولانا ادریسؒ کا قول ہے: کہ اس حدیث کا صحیح مصداق وہی علماء ربانیین ہیں جو کتاب وسنت کی تعلیم کے ساتھ زنگ آلود نفوس کو صاف کر کے مثل آئینہ کے بنا دیتے ہے۔

تفسیر ابن کثیر میں ابو العالیہ ؒ سے نقل ہے کہ ابراہیمؑ نے جب یہ دعا کیا تو اللہ تعالیٰ نے سے جواب دیا:

قد استجبت لك وهو كائن فى اخر الزمان وكذا قال السدى وقتادة(15)

ترجمہ: تمہاری دعا قبول ہوئی اس شان کا نبی آخر زمانہ میں ظاہر ہوگا اور یہی قتادہؒ اور سدیؒ سے منقول ہے۔

اور اس آیت میں جو سید القرآء ابی بن کعب کی قرأت ہے وہ بھی اس کی تائید کرتی ہے کہ وہ نبی آخری زمانہ میں ہوگا:

وقرأ أبي وابعث في آخرهم رسولا(16).

ابی بن کعبؓ کی قرأت میں ہے ان کے آخر میں ایک رسول بھیج دیں۔

اس سے ثابت ہوا کہ ابراہیمؑ نے جس رسول کی دعا مانگی تھی ان کا مقصد اور عرض تھا کہ وہ رسول آخری رسول ہو۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول کی۔اسی طرح مولانا ادریسؒ نے ایک روایت کو نقل کیا ہے:

وعن أبي أمامة قال: قلت: يا رسول الله ما كان بدء أول أمرك؟ قال: دعوة إبراهيم وبشرى عيسى ورأت أمي أنه يخرج منها نور أضاءت منه قصور الشام.(17)

ترجمہ: ابوامامہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ یارسول اللہ ﷺ آپ کی نبوت کی ابتداء کس طرح سے ہوئی؟ آپ ﷺ نے جواب دیا کہ میں اپنے باپ ابراہیمؑ کی ﴿دعارَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْهُمْ﴾(18) کا مصداق ہوں۔سب سے پہلے ابراہیمؑ نے میری بعثت کی دعا کی اور پھر میں اپنے بھائی عیسیٰ ابن مریم کی بشارت ہوں کہ انہوں نے میری آمد

کی بشارت دی اور پھر میں اپنی ماں کا خواب ہوں کہ انہوں نے میری پیدائش کے دوران دیکھا کہ ان سے ایک نور نکلا ہے جس سے شام[19] کے محل منور ہو گئے۔

اور عرباض بن ساریہ کی روایت میں ہے کہ:

عن العرباض بن سارية قال: قال رسول الله ﷺ: "إني عند الله لخاتم النبيين وأن آدم لمنجدل في طينته، وسأنبئكم بأول ذلك: أنا دعوة إبراهيم، وبشرى عيسى، ورؤيا أمي التي رأت، وكذلك أمهات المؤمنين يرين".[20]

ترجمہ: عرباض بن ساریہؓ سے نقل ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ "میں اللہ کے ہاں خاتم النبیین لکھا ہوا تھا اور اس وقت حضرت آدمؑ اپنی گندھے ہوئے مٹی میں تھے اور میں تم کو اپنی ابتداء کی خبر دیتا ہوں۔ میں اپنے باپ ابراہیمؑ کی دعا، عیسیٰؑ کی بشارت اور اپنی ماں کی وہ خواب ہوں جو انہوں نے میری پیدائش کے دوران دیکھا تھا ان سے ایک ایسا نور نکلا تھا جس سے ان کے لیے شام کے محلات منور ہو گئے تھے۔

اس سے ظاہر ہوا کہ ابراہیمؑ نے جس رسول کی بعثت کی دعا کی تھی اس دعا کا مصداق محمد ﷺ ہیں کیوں محمد ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں اور آپ ﷺ پہلے ہی سے اللہ کے ہاں آخری رسول لکھے ہوئے تھے حتیٰ کہ ابراہیمؑ نے بھی محمد ﷺ کی بعثت کے لیے دعا کی تھی اور عیسیٰ نے محمد ﷺ کی آنے کی خوشخبری دی جس طرح ارشاد ہے

﴿مُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِنْ بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ﴾[21]

ترجمہ: میرے بعد جو رسول آئے گا اس کا نام احمد ہو گا اور میں اس کی خوشخبری دینے والا ہوں۔

بعث نبی ﷺ کے بارے میں سورۃ البقرۃ میں دوسری مقام پر اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿كَمَاۤ اَرْسَلْنَا فِيكُمْ رَسُولًا مِنْكُمْ يَتْلُو عَلَيْكُمْ اٰيٰتِنَا وَيُزَكِّيكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُمْ مَا لَمْ تَكُونُوا تَعْلَمُونَ﴾[22]

ترجمہ: یہ ایسا انعام ہے جیسے تمہارے درمیان میں ہم نے ایک ایسا نبی بھیجا جو ان کے سامنے ہماری آیتوں کی تلاوت کرتا ہے اور تمہیں صاف کر کے قرآن اور سنت کی تعلیم دیتا ہے۔

اس آیت میں مذکور ہے کہ رسُولًا مِنْكُمْ جیسا کہ ہم نے تمہاری جنس میں سے تمہاری طرف ایک نبی بھیجا دیا کیونکہ نبی کا بھیجنا اللہ کے بہت بڑے انعامات میں سے ایک انعام ہے۔ دوسرے مقام پر قرآن مجید نے محمد ﷺ کے وجود کو نعمت سے تعبیر کیا ہے:

﴿أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ بَدَّلُوا نِعْمَتَ اللَّهِ كُفْرًا﴾(23)

ترجمہ: کیا آپ ﷺ نے قریش(24) مکہ اور مشرکین عرب کو دیکھا نہیں؟ کہ جب انھوں نے اللہ تعالیٰ کے انعام کی ناشکری کی گویا انعام کو کفر سے بدل دیا۔

مطلب یہ کہ خود محمد ﷺ کا وجود اللہ کی طرف سے نعمت ہے۔اس نعمت کی ناشکری کا مقصد یہ ہے کہ جس طرح ہم نے تمہاری طرف تمہاری جنس میں سے ایک نبی مبعوث کیا۔ یہاں لفظ رسولا اسم نکرہ آیا ہے اس کا مفہوم ہے کہ ہم نے تمہاری جنس میں تمہاری طرف ایک عظیم الشان نبی بھیجا ہے۔ بڑا رسول بھیجا ہے جو کہ منکم تم میں سے ہے اور اس کی سیرت انسانوں کے لیے نمونہ اور حجت ہوتی اور جس طرح یہ بھی اللہ تعالیٰ کا احسان ہے قرآن مجید میں اللہ کا فرمان ہے:

﴿لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا﴾(25)

ترجمہ: یقیناً اللہ تعالیٰ نے مؤمنوں پر احسان کیا کہ ان کے درمیان ان میں سے ایک نبی بھیجا۔

یعنی ان کے اندر ایک عظیم الشان رسول مبعوث کیا اور یہ رسول ﴿يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ﴾(26) جو تمہارے سامنے ہماری آیتیں پڑھتا ہے۔ لفظ آیت مختلف معانی کے لیے آتا ہیں اس سے مراد معجزہ، نشانی، حکم یا فرمان ہوتا ہے مقصد یہ ہے کہ ہمارا مبعوث کردہ رسول ﷺ ہماری آیات یعنی ہمارا کلام جو بذریعہ وحی نازل ہوتا ہے وہ کلام پڑھ تم کو سناتا ہے۔ وَيُزَكِّيكُمْ اور پاک صاف کرتا ہے مطلب تزکیہ نفس کرنا۔ نبی تم کو رذیل اور گندے اعتقادات سے بچا کر تمہارے اندر اچھے اخلاق اچھے اعمال اور اچھے عقائد اور اچھے سیرت اور کردار پیدا کرتا ہے یہ ایسا عظیم الشان رسول ہے کہ تلاوت اور تزکیہ کے ساتھ ساتھ ﴿وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ﴾(27) تمہیں قرآن اور سنت کی تعلیم بھی دیتا ہے اس تعلیم کا ذکر ابراہیمؑ کی دعا میں بھی موجود ہے کہ اے ہمارے رب اس امت مسلمہ میں ایسا رسول بھیج جو ان کو قرآن اور سنت کی تعلیم دے اور ان کو گندے عقائد سے پاک وصاف کرے۔ سورۃ البقرہ آیت 129 میں تزکیہ کا ذکر کتاب وحکمت کی تعلیم کے بعد کیا تھا مگر یہاں پر اس کا ذکر پہلے آیا ہے۔

مفسرین نے اس تقدیم وتاخیر میں بھی نکتہ ذکر کیا ہے کہ وہاں پر دعا کا مقام تھا کہ مولا! ایسا رسول مبعوث کریں جو ان کو قرآن اور سنت کی تعلیم دے جس کا نتیجہ یہ ہو کہ ان کا تزکیہ ہو جائے وہ ظاہری اور باطنی طور پر ہر لحاظ سے پاک صاف ہو جائیں اور یہ مقام عمل کا مقام ہے۔ تعلیم کتاب وحکمت کی غرض یہ ہے کہ انسان کا تزکیہ ہو جائے۔اسی طرح کتاب وحکمت کی تعلیم کے علاوہ ہمارا رسول ﴿وَيُعَلِّمُكُمْ مَا لَمْ تَكُونُوا تَعْلَمُونَ﴾(28) تم وہ چیزیں بھی سکھاتا ہے۔ جو تم اس کو نہیں جانتے تھے مثلاً لوگ وضو اور طہارت کا طریقہ نہیں جانتے تھے محمد ﷺ کی تعلیم کے ذریعے اللہ

تعالیٰ ان کو سکھایا۔ لوگ غسل جنابت کے طریقہ سے ناواقف تھے۔ انہیں تعداد رکعات معلوم نہ تھیں۔ نماز اور دیگر عبادات کا طریقہ معلوم نہیں تھا۔ حلال و حرام کی تمیز نہ تھی۔ اللہ تعالیٰ نے ان تمام چیزیں کو محمد ﷺ کے ذریعے سکھائیں۔ رسول اللہ ﷺ نے عقائد کی اصلاح کے اصول بتائے اور پھر پیش آنے والے واقعات کو بیان کیا مثلاً یہ کہ مرنے کے بعد کیا ہوگا۔ قبر کی زندگی قیامت کو دوبارہ اٹھنا، پل صراط پر سے گزرنا اور آخر میں محاسبے کی منزل، میزان عدل کا قیام اور پھر اللہ تعالیٰ کا آخری فیصلہ یہ سب باتیں رسول اللہ نے اپنی امت کو بتلا دیا گویا انسان کو محمد ﷺ نے وہ چیزیں سکھایا جو ان کو معلوم نہ تھا یہ سب چیزیں ﴿وَيُعَلِّمُكُمْ مَا لَمْ تَكُونُوا تَعْلَمُونَ﴾ کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

مذکورہ آیت (29) کی تشریح ضیاء القرآن کی روشنی میں:

حضرت ابراھیمؑ اور حضرت اسماعیلؑ نے اپنی اولاد اور اپنے لیے دعا مانگنے کے بعد اللہ سے ایک ایسے نبی کی بعثت کے لیے دعا کیا جس کے رحمت سے ہر خاص و عام فائدہ حاصل کریں۔ پیر کرم شاہ الازہریؒ کا قول ہے کہان کی دعا کا مصداق کون ہے۔ قرآن مجید کے آیت وَابْعَثْ فِيهِمْ اور رَسُولًا مِنْهُمْ پر غور کرنے سے حقیقت واضح ہو جاتی ہے هُمْ کی ضمیر کا مرجع یا امۃ مسلمۃ ہے یا ذریتنا ہے ان کے علاوہ کوئی اور لفظ نہیں جو کسی تاویل سے بھی ھم کا مرجع بنایا جا سکتا ہو ان دونوں لفظوں میں سے کسی ایک کو مرجع بنائے۔ پہلی حالت میں یہ معنی ہوگا کہ امت مسلمہ میں سے جو ہماری اولاد میں سے ہو، رسول مبعوث فرما دیں دوسری صورت میں یہ معنی ہوگا کہ ہماری اولاد میں سے ایک رسول مبعوث فرما۔ دونوں صورتوں سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ اس دعا کا وہی مصداق ہے جو ابراہیمؑ اور اسماعیلؑ دونوں کی نسل سے ہو اور جو ابراہیمؑ کی نسل سے تو ہیں لیکن اسماعیلؑ کی نسل سے نہیں مثلاً اولاد اسحاقؑ وہ اس دعا کا مصداق نہیں بن سکتے۔ ابراہیمؑ اور اسماعیلؑ کی نسل سے محمد رسول اللہ ﷺ کے سوا کوئی اور نبی مبعوث نہیں ہوا بلکہ کسی کو جھوٹا دعویٰ نبوت کرنے کی توفیق بھی نہیں ہوئی تاکہ یہ حقیقت ہر شک وشبہ سے بالاتر رہے کہ وہ ذات محمد ﷺ کی تھی جس کے لیے خلیل دعائیں کرتے رہے۔ رسولا مفرد اور نکرہ استعمال ہوا اس سے اس طرف اشارہ ہے کہ وہ ہوگا ایک اور ہوگا بے مثال اور محمد رسول اللہ ﷺ نے خود بھی اقرار کیا کہ: أنا دعوة إبراهيم ترجمہ: میں اپنے باپ کی دعا ہوں۔ اس رسول کے تین فرائض ہیں۔ پہلا فرض اللہ کی آیتوں کو پڑھ کر سنائے۔ دوسرا فرض قرآن اور سنت کو سکھائے۔ تیسرا فرض اپنے تصرف روحانی سے قلبوں کے آئینوں کو جلا دے کر منور کرے تاکہ حقائق ان میں جلوہ نما ہو سکیں۔ حکمت سے کیا مراد ہے؟ حکمت کہتے ہیں:

وضع الشيء في موضعه. (30)

ترجمہ: ہر شیء کو اپنی جگہ اور موقع پر رکھنا۔

الحکمۃ سے یہاں پر مراد احکام قرآن مجید کی ایسی تشریح اور وضاحت ہے جس کے جاننے کے بعد انسان ان احکامات کی ایسی پیروی کریں جس طرح اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کیونکہ قرآن مجید کو نازل کرنے والے اللہ تعالیٰ ہے اور اللہ اس پر جیسے عمل کرنا چاہیے اسی طرح عمل کرنا چاہئے۔ رسول اللہ ﷺ کی یہ فرض نہیں کہ قرآن مجید سکھادے بلکہ اس کا بہترین تشریح اور وضاحت بھی سکھائے تاکہ قرآن مجید پر اللہ تعالیٰ کی ارادے کے مطابق عمل ہو سکے اور قرآن مجید کی ایسے بیان سنت نبوی کہا جاتا ہے اور یہ حکمت کہلاتا ہے۔ قرآن مجید کی کئی آیتوں میں اس بات کی وضاحت کر دی گئی ہے کہ حکمت قرآن یعنی اس کی وضاحت نبی کا ذاتی اجتہاد نہیں ہوتا بلکہ آپ ﷺ پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کی تشریح بھی نازل ہوتی ہے۔ جس طرح قرآن میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

﴿وَأَنْزَلَ اللَّهُ عَلَيْكَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ﴾(31)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ پر کتاب وحکمت نازل کی ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ جس طرح قرآن کی پیروی فرض ہے اسی طرح صاحب قرآن کی سنت پر عمل کرنا اور اس کی پیروی کرنا بھی لازمی ہے۔ پس اس سے ان افراد کی غلط فہمی کا خاتمہ ہو گیا جو سنت کو آپ ﷺ کی اپنی خیال اور رائے تصور کرتے ہیں اور اس پر عمل کرنا لازمی نہیں مانتے۔ اسی طرح الازہریؒ نے ﴿يَتْلُوا عَلَيْكُمْ آيَاتِنَا﴾(32) کے ذیل میں قاضی ثناء اللہؒ کا قول نقل کیا ہے:

تكرار الفعل يدل على أن هذا التعليم من جنس آخر ولعل المراد به العلم اللدني المأخوذ من بطون القرآن ومن مشكاة صدر النبي الذي لا سبيل إلى دركه إلا الانعكاس.(33)

ترجمہ: فعل کا تکرار اس بات پر دلیل ہے کہ یہ الگ علم ہے جس طرح یعلم کا فعل تکرار سے ذکر ہے جو اس بات کی دلیل ہے کہ یہ تعلیم پہلی تعلیم کتاب اور حکمت سے الگ نوعیت کی ہے اور یہ علم لدنی(34) ہے جو قرآن مجید کے باطن اور آپ ﷺ کے سینہ سے حاصل ہوتا ہے اس علم کے حصول عام علم سے مختلف ہے کیونکہ یہ انعکاس کے ذریعے سے حاصل ہوتا ہے۔

بعثت النبی ﷺ کے بارے میں دونوں تفاسیر کا تقابلی جائزہ:

تفسیر معارف القرآن:

1. مولانا ادریسؒ نے مذکورہ آیت کا ربط ذکر کیا ہے۔
2. وہ دعا کی تفصیل جو ابراہیمؑ نے محمد ﷺ کی نبوت کے لیے کیا تھا۔
3. آپؑ نے خصوصی دعا کی کہ ہماری اولاد بنو اسماعیل میں آخری نبی بھیج دیں۔

4. وہ نبی آخری زمانہ میں ہوگا اور اس پر بطور دلیل سید القراء ابی بن کعب کی قرأت کو پیش کیا ہے۔
5. قرآن مجید محمد ﷺ پر نازل کرنے کے لئے ابراہیمؑ نے بھی دعا کی ہے۔
6. حضرت ابراہیمؑ کی دعا قبول ہونے پر مولانا ادریسؒ نے بطور دلیل ابوالعالیہؒ، قتادہؒ اور سدیؒ کے اقوال نقل کرنا۔
7. محمد ﷺ نے خود اقرار کیا کہ ابراہیمؑ نے سب سے پہلے میری بعثت کی دعا کی اور پھر ابوامامہ کی روایت نقل کی۔
8. آیت میں رسولا مفرد اور نکرہ استعمال ہوا ہے اس کا مطلب ہے کہ وہ رسول ایک اور بے مثال ہوگا۔
9. لوگوں کو اسلام کی طرف بلانا اور گندے اعتقادات سے بچا کر اچھے عقائد اور اچھے سیرت اور کردار پیدا کرنا محمد ﷺ کی ذمہ داری ہیں۔
10. مولانا ادریسؒ نے اس آیت کے نیچے ایک صحیح لغیرہ روایت کو مختلف صحابہ سے روایت کیا ہے۔
11. محمد ﷺ لوگوں کو وہ احکام سکھاتے ہیں جو اس کو علم نہ ہو۔
12. اس دنیا سے محمد ﷺ کی رحلت کے بعد علماء ربانیین قرآن وسنت کی تعلیم کے ذریعے زنگ آلود نفوس کو صاف کر کے مثل آئینہ کے بنا دیتے ہیں۔
13. مؤمنوں پر اللہ تعالیٰ نے بڑا احسان کیا کہ محمد ﷺ کو مبعوث کیا کیونکہ ان کی سیرت انسانوں کے لیے نمونہ اور حجت ہوتی ہے۔
14. محمد ﷺ کی نبوت کا مقصد لوگوں کو قرآن سنانا، ان کی تربیت اور ان کو کتاب وسنت سکھانا ہے۔

تفسیر ضیاء القرآن:

1. محمد ﷺ کی بعثت کے لئے ابراہیمؑ نے دعا کیا ہے۔
2. پیر کرم شاہ الازہریؒ مذکورہ آیت میں ھم کی ضمیر کا مرجع بیان کر کے کہ ھم ذریتنا یا امۃ مسلمۃ کی طرف راجع ہے۔ دونوں صورتوں سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ ایسا رسول بھیج دیں جو دونوں کی نسل سے ہو۔
3. آیت میں رسولا مفرد اور نکرہ استعمال ہوا ہے جس سے الازہریؒ نے یہ مراد لیا ہے کہ وہ رسول ایک اور بے مثال اور عظیم الشان ہے۔
4. محمد ﷺ کی نبوت کے فرائض اور لفظ حکمت کے معنی کو الازہریؒ نے بیان کیا ہے۔
5. الازہریؒ نے ابراہیم اور اسماعیلؑ کے لئے خلیل وذبیح جیسے لفظ سے ذکر کیا ہے۔
6. قرآن مجید کی تشریح نبی کا ذاتی رائے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کی وضاحت نازل کی جاتی ہے اور اس پر قرآن مجید سے متعدد آیات بطور دلیل پیش کیا ہے۔

7. جس طرح قرآن مجید کی اطاعت لازمی ہے اسی طرح صاحب قرآن مجید کی نقش قدم پر عمل کرنا لازمی اور ضروری ہے۔
8. محمد ﷺ پر لازم ہے کہ تصرف روحانی کے ذریعے لوگوں کے دلوں کو آئینوں کی طرح صاف کرے تاکہ حقائق ان میں ظاہر ہو سکیں۔
9. اس طرح کتاب اللہ کی تبلیغ، تعلیم، لوگوں کی تربیت کرنا نبوت کے بنیادی کام ہیں۔
10. علم لدنی محمد ﷺ کے سینہ مبارکہ سے انعکاس کے ذریعے حاصل ہوتا ہے۔
11. الازہریؒ نے اس آیت کے نیچے وہی صحیح لغیرہ روآیت کو نقل کیا ہے جو مولانا ادریسؒ نے نقل کیا ہے۔
12. اس دنیا میں محمد ﷺ کی تشریف لانے سے پہلے لوگ گمراہی میں مبتلا تھے۔
13. اسی طرح ہدایت کے لئے ایک عظیم الشان رسول کی بعثت بے مثال احسان ہے۔

مذکورہ آیت میں مسائل سیرت:

رسول اللہ ﷺ کی بعث اور رسالت کا مقصد یہ ہے کہ لوگوں کو اخلاق و کردار کی کوتاہیوں سے صاف کرکے شرک و توہمات کی تاریکیوں سے نکال کرکے توحید کی روشنی میں داخل کریں۔اسی طرح قرآن مجید کی تعلیم، تبلیغ لوگوں کو دانش سکھلانا، تزکیہ نفس اور تربیت کرنا نبوت کے بنیادی کام ہیں۔قرآن مجید کے تعلیمات پر جس ذات نے پورے کا پورا عمل کرکے دکھایا ہے وہ رسول اللہ ﷺ کی ذات ہے۔رسول اللہ ﷺ کی ساری زندگی اسی قرآن مجید کا عملی نمونہ ہے۔اس لئے قرآن کے اندر کئی مقامات پر "الحکمت" کا لفظ استعمال ہوا ہے جس سے مراد سیرت طیبہ یعنی سنت نبوی ہے۔انسان کی اصلاح کے لیے صرف تعلیم کافی نہیں بلکہ اخلاقی تربیت بھی لازمی ہے اس لئے تزکیہ نفس کو تعلیم سے جدا کرکے مستقل مقصد رسالت اور بعثت النبوی ﷺ کا فرض منصبی قرار دینے میں اس طرف اشارہ ہے کہ تعلیم کتنی ہی صحیح تعلیم ہوں لیکن عادتا اصلاحِ اخلاق اس سے نہیں ہوتی جب تک کسی تربیت یافتہ مربی کے زیر نظر عملی تربیت حاصل نہ کرے کیونکہ تعلیم کا کام در حقیقت سیدھا اور اچھا راستہ دکھلا دینا ہے اس لئے رسول اللہ ﷺ کی کردار اور سیرت طیبہ ہمارے لئے ایک ماڈل اور نمونہ ہے۔

خلاصۃ البحث:

بعثت النبوی ﷺ کی مفہوم کو دونوں مفسرین نے واضح کیا ہیں کہ حضرت ابراہیمؑ نے اپنی آئندہ نسل کی کامیابی کے لئے دنیا اور آخرت کے واسطے اللہ تعالی سے یہ دعا کی کہ میری اولاد میں ایک رسول مبعوث کریں جو ان کو قرآن اور سنت کی تعلیم دے کر اللہ تعالی کی آیتوں کی تلاوت کرکے ان کو ظاہری اور باطنی نجاستوں سے صاف کردیں۔اس

لئے ابراہیمؑ نے اپنی اولاد میں یہ دعا کی کہ ان کے اولاد کے لیے سعادت اور شرف حاصل ہو جائے کیونکہ رسول جب ان کی قوم کے اندر ہوگا تو اس کے چال چلن سیرت اور کردار سے یہ لوگ بخوبی خبردار ہوں گے کسی دھوکہ میں مبتلا نہ ہونگے کیونکہ ﴿فَقَدْ لَبِثْتُ فِيكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهِ﴾[35] ترجمہ: کہ میں اپنی عمر کے بڑے حصہ تک تمہارے اندر رہا ہوں۔ آپ ﷺ نے اپنی سیرت کو کفار کے سامنے بطور دلیل پیش کیا تو کسی کافر کو آپ ﷺ کی سیرت اور کردار میں نقص ثابت کرنے کی جرأت نہ ہو سکی اگر آپ ﷺ کی سیرت میں معمولی نقص بھی ہوتا تو فوراً بول اٹھتے اور نبی کی سیرت میں کوئی نقص کیسے ہو سکتا ہے کیونکہ نبی اعلان نبوت سے پہلے بھی ہر گناہ سے معصوم ہوتا ہے اور محمد ﷺ اعلان نبوت سے پہلے ہی صادق الامین کے نام سے مشہور تھے۔ لہٰذا محمد ﷺ بعثت کے بعد بھی صادق اور امین ہو گا۔ اس لئے آخری زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنا آخری نبی مبعوث فرمایا: جس کے لیے ابراہیمؑ نے دعا کی تھی اور عیسیٰؑ نے جن کی بشارت دی تھی۔ آپ پر اللہ تعالیٰ نے نبوت اور رسالت ختم کر دی اور سارے عالم کے انسانوں کے لیے رہتی دنیا تک محمد ﷺ کو رسول بنا کر بھیج دیا۔

(Reference الھوامش)

[1]۔ سورۃ البقرۃ: 129

Sūraẗ Ạl̉-Baqara: 129

[2]۔ عثمانی، مفتی محمد تقی، آسان ترجمہ قرآن، مکتبہ معارف القرآن کراچی، 2009ء، ج1، ص145

ʿUthmạny, mufty Muḥammād Taqy, Âsạn Trjm Qurʾânuⁿ, Mktb Maʿārif Ạl̉qurʾâni Kạrạchi, 2009', V:1, P:145

[3]۔ کاندھلویؒ، محمد ادریسؒ، معارف القرآن، دیباچہ، مکتبہ المعارف دار العلوم حسینیہ، پاکستان، 2002ء، ج1، ص134

KạndhLwy, Muḥammād ẠdryS, Maʿārifa Ạl̉QurʾÂn, DyBạch, Mktb Ạl̉Maʿārifa Dāra Ạl̉ʿulūmi ḤsyNy, Pạkistạn, 2002', V:1, P:134

[4]۔ کاندھلویؒ، معارف القرآن، ج1، ص234

KạndhLwy, Maʿārifa Ạl̉QurʾÂn, V:1, P:234

5۔ سورۃ البقرۃ: 129

Sūraẗ Ạl̉-Baqara: 129

[6]۔ خانہ کعبہ اللہ تعالیٰ کا گھر ہے جو کہ مکہ میں آدمؑ کے ہاتھ جبرائیلؑ کے ذریعے بنائی گئی۔ طوفان نوح کے بعد پھر ابراہیمؑ اور اسماعیلؑ کے ذریعے بنایا اور لوگوں کے لئے حج اور عمرہ ادا کرنے کا مرکز بنایا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی تعریف میں فرمایا ہے: ﴿إِنَّ أَوَّلَ بَيْتٍ وُضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِي بِبَكَّةَ مُبَارَكًا وَهُدًى لِلْعَالَمِينَ﴾ (سورۃ آل عمران: 96). الحمیری، ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ، الروض المعطار فی خبر الاقطار، مؤسسۃ ناصر للثقافۃ، بیروت، 1980ء، ج1، ص497

Sūraẗ Aaly-Imran: 96, Ạl̊-Ḥim̊YariyŨ, Ạb̊u ʿAb̊dullah Muḥammād B̊in ʿAb̊dullah, Ạl-rãŵḍ Ạl-Mʿṭạr Fy̰ Kẖabar Ạl-Ạqṭạr , M̄ủss Nạṣrlltẖqạf, Baẙrūt, 1980ʾ, V:1, P:497

[7]۔سورۃ البقرۃ:128

Sūraẗ Ạl̊-Baqara: 128

[8]۔ایضا

Ạảẙḍa[n]

[9]۔سورۃ البقرۃ:129

Sūraẗ Ạl̊-Baqara: 129

[10]۔آپ ﷺ کی بعثت کے چار بڑے مقاصد ہیں۔ تلاوتِ کتاب، تعلیم کتاب، تعلیم حکمت اور تزکیہ نفوس ہے۔ سورۃ البقرۃ:129

Sūraẗ Ạl̊-Baqara: 129

[11]۔سورۃ الحج:78

Sūraẗ Al-Haj: 78

12۔ لفظ سیرت بنیادی طور پر عربی لفظ ہے اور عربی گرائمر کے لحاظ سے ہفت اقسام میں اجوف یائی ہے۔ عربی میں گول "ۃ" اور اردو زبان میں "ت" کے ساتھ لکھا جاتا ہے۔ صاحب لسان العرب اس کے لغوی معنی کے بارے میں فرماتے ہیں کہ یہ لفظ سارا، سیرا و میسرا سے لیا گیا ہے اس کی جمع سیر ہے۔ بہر حال لفظ "سیرت" کے لغوی ہے معنی چلنا، پھرنا، جانا، عمل کرنا، سفر کرنا، طریقہ، سنت اور کردار وغیرہ کے ہیں جبکہ اصطلاح میں اس سے مراد کسی شخص کی زندگی اور کردار ہیں۔ (امام بخاری، ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل، الجامع المسند الصحیح المختصر من امور رسول اللہ ﷺ وسننہ وایامہ صحیح البخاری، دار طوق النجاہ، 1422ھ/2001ء، ج1، ص128)

Ạmạm Bkẖạry, Ạibẘi ʿAb̊u Ābullāh Muḥammād B̊in Iš̊Māʿīl, Ạl̊-Jāmiʿa Ạl-Muš̊Nida Ạl-ṣãḥīḥa Ạl̊-M̃ukẖ̊Taṣara Mina Ạmwr Rasūla Ạllhi Wsnn Wạy̰Ạm Ṣaḥīḥa Ạl-Bukẖạry̰, Dāra Ṭaŵqi Ạlnjạ2001ʾ, V:1, P:128

[13]۔الھیثمیؒ، نور الدین علی بن ابی بکر، مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، دار الفکر، بیروت، 1992ء، ج1، ص335، رقم الحدیث:523 ۔حکم الحدیث: اس حدیث کی سند کے رجال ثقہ ہیں۔ بحوالہ مذکورہ اور امام بخاریؒ نے اس حدیث کو بغیر سند سے ذکر کیا ہے۔ صحیح بخاری، ج1، ص24

Ạl-Hytẖmy, Nūr Ạl-dĩyn ʿAli B̊in Ạby̰ Bikari[n], MaǰMaʿa Ạl-Zãwāyỉd WamanBaʿi Ạl̊-Fawāyỉd, Dāra Ạl̊-Fik̊R, Baẙrūt, 1992ʾ, V:1, P:335, Raq̊Ma Ạl-HadyTẖ: 523. Ṣaḥīḥa Ạl-Bukẖạry̰: V:1, P:24

[14]۔ صحیح بخاری، ج1، ص24

Ṣaḥīḥa Ạl-Bukẖạry̰: V:1, P:24

[15]۔ابن کثیرؒ، عماد الدین، ترجمہ تفسیر ابن کثیر، شمع بک ایجنسی، 2004ء، ج1، ص444

Ib̊Nay Ḵatẖyr, ʿImāda Ạl-Dyn, Tarjma TafsyR Ib̊Na Ḵatẖyr, Sẖam̊ʿa Booḵ Ạy̰jnsy̰, 2004ʾ, V:1, P:444

[16]۔القرطبیؒ، ابو عبداللہ محمد بن احمد، جامع الاحکام القرآن، دار عالم الکتب، الریاض، 2003ء، ج1، ص131؛ روح المعانی، سورۃ البقرۃ، ج1، ص346

Ạl-Qarṭby, Ạbu ʿAbdullạh Muḥammãd Bin Ạḥmad, Jāmiʿa Ạl-Ạḥḵam Ạl-QuṙẬn, Dār ʿālami ẠlḵtB, Ạl-Rayạḍ, 2003, V:1, P:131; Rawãha Ạl-Mʿany, Sūraẗ Ạl-Baqara, V:1, P:346

[17] ۔الھیثمیؒ، مجمع الزوائد، ج8، ص407، رقم الحدیث:13842 حکم: اس روایت کی سند حسن ہے بحوالہ مذکورہ، اور حدیث کا متن صحیح لغیرہ ہے؛الشیبانیؒ، ابو عبداللہ احمد بن حنبل، المسند، موسسۃ الرسالہ، بیروت، 2000ء، ج5، ص262

Ạl-Hythmy, MajMaʿa Ạl-Zãwāyid, V:8, P:407. Ạl-ShyBany, Ạbuʿ Abdullạh Ạḥmad Bin ḤanBal, Ạl-MusNad, Muassa Ạl-Rsạlah, Bayrūt, 2000ʾ, V:5, P:262

18۔سورۃ البقرۃ:129

Sūraẗ Ạl-Baqara: 129

[19] ۔شام عرب ممالک کا ایک اچھے علاقہ ہے۔اس کی حدود یہ ہیں: شمال میں ترکی: جنوب میں عراق وار دن: مشرق میں عراق و ترکی، اور مغرب میں لبنان اس کا رقبہ 71398 مربع میل۔اس کے بڑے بڑے شہر یہ ہیں۔رقہ، حلب، حما، حمص، دمشق اور تدمر۔الحموی، ابو عبداللہ یاقوت بن عبداللہ، معجم البلدان، داراحیاء التراث العربی بیروت، 1974ء، ج3، ص23

Ạl-ḤamūuY, Ạbu ʿAbdullạh YĀ Qawāt Bin ʿAbdullạh, MaʿJama Ạl-Baladān, Dāra ẠḥyẠ ʾạltrạ Tḥ ẠlʿArãby, 1974ʾ, V:3, P:23

[20] ۔الھیثمیؒ، مجمع الزوائد، ج8، ص162، حکم: اس حدیث کو محمد بن حبان اور شعیب الارنؤوط نے صحیح لغیرہ کہا ہے۔التمیمیؒ، ابو حاتم محمد بن حبان، صحیح ابن حبان بترتیب ابن بلبان، مؤسسہ الرسالہ، بیروت 1993ء، ج14، ص312

Ạl-Hythmy, MajMaʿa Ạl-Zãwāyid, V:8, P:162. Ạl-Tmymy, Ạbu Ḥātim Muḥammãd Bin Ḥubãạn, Ṣaḥīḥa Ibni Ḥubãạn BitarTībi Ibni Bilabãạn, Mūssasah Ạl-Rsạlah, Bayrūt 1993ʾ, V:14, P:312

[21] ۔سورۃ الصف:6

Sūraẗ Al-Saf: 6

[22] ۔سورۃ البقرۃ:151

Sūraẗ Ạl-Baqara: 151

[23] ۔سورۃ ابراھیم:28

Sūraẗ Ibraheem: 28

[24] ۔یہ مکہ مکرمہ کے ایک مشہور اور معزز قبیلے کا نام ہے۔رسول اللہ اس قبیلہ سے تعلق رکھتے تھے۔ان کے نام اور نسبت میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ابو عمر یوسف بن عبداللہ بن عمر، الإنباہ علی قبائل الرواۃ، دار الکتاب العربی، بیروت لبنان، 1985ء، ج1، ص40

Ạbu ʿUmar Yousif Bin ʿAbdullah Bin ʿUmar, Ạl-ẠNbạ ʿala Qabāyil Ạl-Ruwạt, Dạr Ạlkṭab Ạl-Arby, Bayrūt LubNān, 1985, V:1, P:40

[25] ۔سورۃ آل عمران:164

Sūraẗ Aaly-Imran: 164

[26] ۔سورۃ البقرۃ:151

Sūraẗ Ạl-Baqara: 151

[27] ۔ ایضا

Ạaydạn

[28]۔ایضا

Ạảẙḍaⁿ

[29]۔سورۃالبقرۃ:129

Sūraẗ Ạl̊-Baqara: 129

[30]۔زکریاالانصاری،ابویحیٰ زکریابن محمد،الحدودالانیقۃوالتعریفات الدقیقۃ،دارالفکرالمعاصر،بیروت،1990ء، ص73

Zakarīāạ Ạlạnṣary, Ạb̊u Y̱aḥyya Zakarīāạ B̊in Muḥammād, Ạl̊-Ḥudwd Ạl-Ạnyqẗ Wāltã῾Rīfāt Ạl-Dã̱qyqaẗ, Dār Ạl̊-Fik̊r Ạl̊-Mu῾āṣir, Baẙrūt, 1990᾽, P:73

[31]۔سورۃالنساء:113

Sūraẗ Al-Nisaa: 113

[32]۔سورۃالبقرۃ:151

Sūraẗ Ạl̊-Baqara: 151

[33]۔پانی پت،ثناءاللہؒ، قاضی، تفسیر مظہری، سورۃالبقرۃ:151،ج2،ص125

Pạny̱ Pat, Ṯẖanā᾽a Ạllah, Qạḍy̱, Tafsy̱r Mẓhary̱, Sūraẗ Ạl̊-Baqara: 151, V:2, P:125

[34]۔یہ ایک ایسا علم نافع ہے جو اللہ تعالیٰ متقین میں سے جس کو چاہے دیتا ہے یعنی یہ علم وہبی ہےوَعَلَّمْنَاهُ مِنْ لَدُنَّا عِلْمًا(سورۃ الکہف:65)یا باعمل عالمین علم پر عمل کرنے والوں کو دیتے ہیں۔اوراس کے دو قسم ہے پہلا علم لدنی رحمانی، دوسرا علم لدنی شیطانی۔ الصابونی، محمد علی، صفوۃالتفاسیر، سورۃالبقرۃ،ج1،ص112

Ạl-Ṣạbwny̱, Muḥammād ῾Ạli, Ṣaf̊Waẗa Ạltãfāsīri, Sūraẗ Ạl̊-Baqara, V:1, P:112.

35۔سورۃیونس:16

Sūraẗ Younas: 16